منشورِ محمدیؐ

منشور رسولاں ہمہ محتاج بخاتم ❁ باخاتم و معجزاتہ منشور محمدؐ ❁ توریت بلاتوریہ انجیل بہ تبجیل ❁ گویاں صفت و سیرت مبرور محمدؐ

نمبر ۲۹ | مطبوعہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۰۲ ہجری مطابق ۲۸ جلائی ۱۸۸۵ ع | جلد ۱۴

اشتہاریہ اخبار عشرہ وار بمضامین تردید مذہب عیسوی چھپتا ہے قیمت سالانہ بحساب ۵ روپیہ معہ محصول ڈاک بنام مہتمم مطبع آق چاہین۔

مذہب اسلام

جب سے خدا نے دنیا میں سلسلۂ نوع انسان قایم کیا اور ہر ایک فرد بشر کو علی حسب استعداد نور دانش دیا۔ بحکم کل شئی یرجع الیٰ اصلہ ہر شخص اپنے اصلی کے طرف رجوع ہے۔ اور ہر دل چیز اصلی کے طرف مائل ہے جس طرح عالم اجسام میں قطرہ آب کرۂ ماء کی طرف اور ہر ذرۂ خاک کرۂ ارض کی طرف اور ہر شعلہ کرۂ نار کی جانب بیخود جانا چاہتا ہے اور ہوا اپنے کرہ کے طرف (کہیں کیوں نہو) از خود حرکت کرتی ہے اسی طرح روح انسانی (جسکو کوئی نفس ناطقہ اور کوئی جیو یا آتما اور کوئی جوہر مجرد اور نور مؤید کہتا ہے) اپنے مرکز اصلی اور چیز طبعی خطیرۂ قدس کے طرف جسمانی قفس تو ڑ کر اور جانا اور اپنے وطن اصلی عالم قدس میں بیخود انہ روانہ ہونا چاہتی ہے کیا خوب کہا ہے کسی نے۔ **نظم**

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم
راحت جاں طلبم و رپئے جاناں بروم

در ہوائے رخ تو روزہ صفت رقص کناں
تا لب چشمۂ خورشید درخشاں بروم

اسی میل طبعی کی وجہ سے ہمیشہ ہر جگہ مختلف زبانوں سے اسی کا شوق ظاہر کرتے اور اسی پر مرتے چلے آتے ہیں۔ کوئی اللہ اور کوئی خدا اور کوئی پرمیشر اور کوئی گاڈ کہکے (بن دیکھے) اسکو پکارتا ہے۔ مگر چونکہ یہ روح اس جسم خاکی کے ساتھ کہ جسکی ہیئت کا مقتضی ظلمت و کثافت و شہوات و توہمات ہے جس سے اختلاف آراء و تخالف باہمی پیدا ہوئے پابستہ و متعلق ہے۔ کوئی حکیم وجود آسمان کا قائل ہوا کوئی منکر کوئی اس عالم کو توہمات بتلانے لگا کوئی بتوں کو وسیلہ بناتا ہے۔ کوئی دلپر تثلیث کا رنگ جماتا ہے جس سے دنیا میں سینکڑوں مذہب پیدا ہوگئے کہ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ۔

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

اسی باعث سے وہ رحیم کریم ہمیشہ سے اسی نوع انسانی میں ایسے برگزیدہ پیدا کرتا آیا ہے کہ جن سے آئینہ روح

پر آفتاب عالم قدس سے انوار ٹپکتے اور روکتے تھے اور جو
ہر قسم کے غلطی اور گمراہی سے معصوم و محفوظ تھے یعنے انبیاء
علیہم السلام پس وہ ہر ملک میں آتے اور راہ راست
بتلاتے رہے دنیا کے خیر و شر کو کہ جہاں اختلافات سے
کی افراط و تفریط کے سیلاب سے ٹوٹ پھوٹ گئی تو دوسرا
ہادی اسکے درست کرنے کو آیا کیا اسی طرح جب تمام
عالم گمراہی سے بھر گیا تو عرب کے ریگستان میں جناب
محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور اسکی معرفت
اس شارع عام کو درست کرکے اسپر تمام عالم کو چلنے
کا حکم دیا اور اس سچے ہادی نے اپنے اخلاق کریمانہ
اور معجزات بینات سے مردہ دلوں کو زندہ کر دیا
اور عالم کی گہری تاریکیوں کو روشنی سے بدلدیا
بت پرستی عناصر پرستی مخلوق پرستی کی قباحت
مہذب لوگوں کے دلوں میں ابد تک ثابت کر دی
مسئلہ توحید کے نشہ سے مست کر دیا قیامت اور روز
کی جزا و سزا کو گویا مشاہدہ کرا دیا عبادت بھی وہ
تعلیم کی جس کا اثر روح پر بہت جلد ہوتا ہے اور
وصول الی اللہ کا بڑا عمدہ ذریعہ ہے پھر ہر ایک
قسم کی نیک چلنی اور ہر امر میں راستی کو بھی زندہ
اصول کر دیا بزرگوں کو چھوٹوں پر رحمت و شفقت
یتیموں اور بیکسوں کی دلداری فروتنی اپنے
بیگانوں سے خوش اخلاقی وغیرہ وغیرہ اخلاق حمیدہ
کا سرچشمہ آنحضرت کی ذات بابرکات ہے۔ زنا
چوری۔ جھوٹ۔ دغابازی۔ حسد۔ کینہ۔ تکبر۔ خیانت
بدعہدی۔ سخت دلی۔ فحش۔ وغیرہ وغیرہ اخلاق
رذیلہ کو کہ جن سے روح کو اس عالم میں عذاب الیم
ہوتا ہے حرام کر دیا تمدن کے بارہ میں بھی عمدہ
طریقہ تعلیم فرمایا الغرض امور فطرت کو کہ جن کو عقل
سلیم تسلیم کرتی ہے انپر چلنا اور اس کے خلاف
سے بچنا جو خداوند تعالیٰ کا قدیم شاہ راہ ہے اور
جسکی محافظت انبیا علیہم السلام کرتے چلے آئے ہیں
اس کو مذہب اسلام کہتے ہیں۔ پس اسلام خدا تعالیٰ
کے طرف کی راستی اور نور فطرت ہے کہ جو نہ صرف
تیرہ سو برس سے عرب میں ظاہر ہوا بلکہ عہد آدم
سے لیکر ہر ملک اور ہر قوم میں انبیاء کی معرفت
ظاہر ہوا کیا ہاں پچھلے نبی نے جو عرب کے ریگستان
میں ظاہر ہوا تھا اسکو وہ استحکام بخشا اور اس
کی وہی پھوٹی دیواروں کو اس طرح سے معالج
سے تعمیر کیا کہ قیامت تک کسی اور نبی کی حاجت
نہ ہی پس جن کی طبیعت میں خدا داد راستی ہے
وہ جب اسلام کی حقیقت پر نظر کرتے ہیں تو دل سے
اوس کا اقرار کرتے ہیں اور جو ازلی کجرو اور
رسوم ملک اور تعصب بیجا اور توہمات باطلہ کی
لکیر کے فقیر ہیں وہ اس سے انکار کرتے ہیں۔
نقل ہے کہ پنجاب میں کسی جگہ ایک موذن نے پکار کر
اذاں پڑھی سنتے ہی ہندو چڑھ آئے بیچارے موذن

کو مار پیٹ پر بس نہ کرکے وہاں سے راجہ پاس جو سکھ
تھا پکڑ کر لیگئے اس منصف مزاج نے پوچھا کہ اس نے
کیا جرم کیا ہے کہ جو ایک انبوہ عام اس کے ساتھ
نالشی آیا ہے مندروں اور گرودوارون کے
پوجاریوں نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اس نے
بانگ (اذاں) دی ہے جس کا سننا ہمارے مذہب
میں بڑا دوش (گناہ) ہے کہ اس کے سننے سے دیوتا
بھاگ جاتے ہیں راجہ صاحب نے پوچھا کہ بانگ
کیا چیز ہے بیان کیجائے موذن نے اذاں پڑھکر
اس سے کلمات کا ترجمہ کیا۔ کہ اللہ اکبر اللہ اکبر ایشر
سب سے بڑا ہے ایشر سب سے بڑا ہے الخ جب وہ
اس کے مطالب سے واقف ہوا تو کہا کہ اس نے جو
کچھ کہا سب سچ کہا اگر تم پرمیشر کو مانتے ہو تو خوشی
ہونے کی بات ہے یہ اوسکی بڑائی باواز بلند کرتا
ہے اور خدا پرستوں کو اسکا نام یاد دلاتا اور
نماز کو بلاتا ہے۔ یہہ کہکر موذن کو رہا کیا اور
بڑی دیر تک ہندوؤں کی ناانصافی پر تاسف
کرتا رہا اسی طرح جب مشرکین مکہ کے ہاتھ سے
ہر طرح کے ایذائیں اٹھاکر صحابہ کی ایک جماعت اپنا
وطن مالوف چھوڑکر ملک حبشہ میں گئے اور وہاں
سے بادشاہ نجاشی کے پاس مشرکین کے طرف
سے مظلوموں کے قتل کے لئے ایک سفارت گئی
تو بادشاہ موصوف نے کہ جو مذہب عیسائی کا
بڑا عالم تھا ان مظلوم مسلمانوں کو اپنے دربار میں
طلب کرکے پوچھا کہ تمہارا اصول مذہب کیا ہے اور
نبی کا نام کیا ہے اور وہ کتاب کہ جس کو تم الہامی
کہتے ہو کونسی ہے پڑھکر سناؤ۔ صحابہ میں سے حضرت
جعفر طیار رض جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے
بھائی تھے بادشاہ کے جواب کے لئے منتخب ہوے
اونھوں نے اصول اسلام اور آنحضرت صلعم کا نام مبارک
بتلاکر کسی سے قرآن مجید پڑھکر سنایا بادشاہ اور اس
کے ارکان دولت خدا تعالی کے خوف سے زار زار
رونے لگے اور سجدے میں گر پڑے جب اس حالت
سے افاقہ ہوا تو مشرکین سے فرمایا کہ اس مذہب متقدس
میں میرے نزدیک کوئی برائی نہیں خدا تعالی کی
توحید و تقدیس اور اس سے محبت اور اس کی اطاعت
اس مذہب کا اصول ہے تمام اگلے رسول اور خدا کے
کل پیغمبروں کا خواہ کسی ملک سے ہوں دل سے ادب
کرنا اس مذہب مین فرض ہے ہر طرح کا برا کام جسکا
انجام برا ہے اس مذہب میں حرام ہے اب کونسا
ظالم اور بدنصیب ہے جو اس مذہب کا دشمن ہوگا
یہہ کہکر خود معہ ارکان دولت مشرف باسلام ہوا۔
اسی قسم سے صدہا وقایع صادقہ ہیں اور اس زمانہ
میں بھی (کہ اس مذہب مقدس کو مخالفوں نے طرح
طرح کے عیب لگاکر رسوا کر رکھا ہے) ہزاروں خدا
ترس لوگ اور سینکڑوں نیک طینت منصف مزاج
حقیقت پر مطلع ہوکر اسکو قبول کرتے جاتے ہیں۔
ہنگری اور دیگر بلاد میں جسقدر ہر سال لوگ مشرف
باسلام ہوتے ہیں ان کی تعداد تو معین بیان نہیں
کر سکتا مگر جسقدر ہندوستان میں معزز اور مشہور

لوگ ابتک ہیں۔ دس بیس برس کے عرصہ میں مسلمان ہوے
وہ بھی ہزاروں ہیں منجملہ ان کے راجگدہ کا راجہ کہ جن
کا نام عبدالباسط خاں بہادر تھا تھوڑے ہی دن ہوے
کہ فوت ہوے اور قسطنطنیہ میں پادری مسٹر ہیزی
نارمن نے مشرف باسلام ہوکر امریکہ میں جاکر ہزارہا
آدمیوں کو اسلام سے مشرف کر دیا ان لوگوں کی
فہرست کو اگر ان لوگوں کی فہرست سے مقابلہ کیا
جاوے تو کہ جن کو طرح طرح کی طمع دیکر پادری لوگ
عیسائی بناتے ہیں زمین و آسمان کا تفاوت پایا
جاوے اور جو ذاتی شرافت اور لیاقت فہرست
اسلامی کی لوگوں کی فہرست کرسچینی سے ہے اسکے
علاوہ ہے مگر جنکی جبلت میں ناراستی ہے وہ ہمیشہ
پابندی رسوم اور تقلید آبائی میں اگر راستی پر
خاک ڈالا کرتے ہیں۔ راستی کے نورانی چہرہ اور
حسن روزافزوں میں بیجا عیب نکالا کرتے ہیں اور
پھر اس خلاف کو اپنا سرمایہ فخر بلکہ نجات کا باعث
جانکر اس میں بہت کچھ سعی کرتے ہیں چنانچہ اول
صدی میں ابوجہل وغیرہ روساء قریش اس آفتاب
عالمتاب پر خاک ڈالتے رہے آخر ناکام رہے اور اس
زمانہ میں بھی بعضے بادہوائی واہی تباہی چاہتے ہیں
کہ اس چراغ سعادت کو شکوک و شبہات کے ہوا
سے بجھا دیں اور اس مہر منیر و زکو بیجا اعتراضات
کے ابر و غبار سے چھپائیں۔ ازانجملہ وہ پادری ہیں
کہ جو تعصب کے پتلوں اور رضاخدا ترسی کا بوٹ اور
تقلید پولوس کا کوٹ اور عداوت حق کی ٹوپی
سر پر رکھکر اور طمع تنخواہ مشن کا بیگ گلی میں ڈالکر
ہندوستان میں آتے اور اپنی لیاقت دکھلانے کے
لئے سربازار غل مچاتے ہیں اور تحریر و تقریر اپاوہ
گوئی میں کچھ کمی نہیں فرماتے ہیں اور ان کے چیلے
تو ظاہرداری کو بھی بالائے طاق رکھکر وہ کلمات
ناملایم زبان پر لاتے ہیں کہ نہ تنہا بیچارے ہندوستانیوں
کے دلوں کو زخمی کرتے ہیں بلکہ رعایا اور گورنمنٹ
میں باہمی نفرت کا یہی باعث ہوتا ہے۔ بامید آئندہ ایسا نہ ہوگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب پادری سوفٹ صاحب۔ بعد
ماوجب۔ آپکا عنایت نامہ جسپر کوئی تاریخ درج نہیں
بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا آپ نے پہلے بے تعلق۔ اپنے خط
میں یہہ قصہ چھیڑا دیا ہے کہ حقیقت میں خدا قادر مطلق
خالق و مالک ارض و سما مسیح ہے اور وہی نجات
دہندہ ہے لیکن میں سوچ میں ہوں کہ آپ صاحبوں
کی طبیعت کیونکر گوارا کرلیتی ہے کہ آدم زاد خاکی نہاد
عاجز بندہ کے نسبت آپ لوگ یہہ خیال کرلیتے ہیں
کہ وہی ہمارا پیدا کنندہ اور رب العالمین ہے
یہہ خیال آپ کا حضرت مسیح کے نسبت ایسا ہی ہے کہ
جیسے ہندو لوگ راجہ رام چندر کے نسبت رکھتے
ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ ہندو لوگ کشلیا کے
بیٹے کو اپنا پرمیشر بنا رہے ہیں اور آپ حضرت مریم
صدیقہ کے صاحبزادے کو۔ نہ ہندوؤں نے کبھی
یہہ ثابت کر دکھایا کہ زمین و آسمان میں سے کوئی

تو اکسی مخلوق کا نام چندر یا کرشن نے پیدا کیا ہے اور
تا آجتک آپ لوگوں نے حضرت مسیح کے بابت کچھ ایسا
ثبوت دیا افسوس کہ جو قوتیں عقل اور ادراک اور
فہم و قیاس سے آپ صاحبوں کے فطرت کو عطا کئے گئی
تہیں آپ لوگوں نے انکا ذرا قدر نہیں کیا اور علوم
طبعی اور فلسفی کو ہر طرح پر ترقی کر دوب دیا اور عقلی علوم
کی روشنی آپ لوگوں کے دلوں پر ذرہ نہ پڑی
سادگی اور ناسمجھی کی زمانہ میں جو کچھ کہا گیا انہیں
باتوں کو آپ لوگوں نے اپنا دستور العمل بنا رکھا
کاش اس زمانہ میں دو چار دن کے لئے حضرت
مسیح اور راجہ رام چندر اور کرشن و بدہ وغیرہ
جن کو مخلوق پرستوں نے خدا بنایا ہوا ہے پھر
دنیا میں اپنا اپنا درشن کرا جاتے تا خود لوگوں کا
انصاف دلی ان کو ملزم کرتا کہ کیا ان آدم زادوں
کو خدا خدا کر کے پکارنا چاہئے اور تعجب تو یہ ہے
کہ باوجود ان تمام رسوائیوں کے جو آپ لوگوں
کے عقائد میں پائے جاتے ہیں پھر آپ لوگ یہہ
دعوی کرتے ہیں کہ ہمارے عقائد عقل کے موافق
ہیں میں حیران ہوں کہ جن لوگوں کے یہ عقاید
ہیں کہ خدا نے اپنا قدیمی اور غیر متغیر حلال چھوڑ کر
ایک عورت کے پیٹ میں حلول کیا اور ناپاک
راہ سے تولد پایا اور دکھ اور تکلیف اٹھاتا
رہا اور پھر مصلوب ہو کر مر گیا اور پھر یہ کہ وہ
تین بھی ہے اور ایک بھی ہے اور انسان کامل
بھی ہے اور خدا کامل بھی ہے وہ ایسے عقاید کو کیونکر
عقل کے مطابق کر سکتے ہیں اور ایسی نئی فلسفی کونسی
ہے جسکے ذریعہ سے یہ لغویات معقول ٹھہر سکتے ہیں
پھر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب آپ لوگ ایک معقول طور
پر اپنے خوش عقیدہ کی سچائی ثابت نہیں کر سکتے تو
پھر ناچار نقل کے طرف بھاگتے ہیں اور یہ کہتے ہیں
کہ یہ باتیں ہمنے پہلے کتابوں یعنے بائبل میں دیکھتے ہیں
اس وجہ سے ہم ان کو مانتے ہیں۔ سو یہ جواب بھی
سراسر لوچ اور بے معنے ہے کیونکہ اول تو ان کتابوں
میں ہرگز یہہ بات درج نہیں ہے کہ حضرت مسیح خدا کے
بیٹے یا خود رب العالمین ہیں اور دوسری لوگ
خدا کے بندے ہیں بلکہ بائبل پر غور کرنے والے
خوب جانتے ہیں کہ خدا کا بیٹا کر کے کسیکو پکارنا یہہ
ان کتابوں کا عام محاورہ ہے بلکہ بعضے جگہ خدا کے
بیٹیاں بھی لکھے ہیں اور ایک جگہ یہہ بھی لکھا ہے
کہ تم سب خدا ہو تو پھر اسحالت میں حضرت مسیح کی
کیا خصوصیت رہی ماسوا اس کے ہر ایک عاقل جانتا
ہے کہ منقولات اور اخبار میں صدق اور کذب
اور تغیر اور تبدل کا احتمال ہے خصوصاً جو صدمات
عیسائیوں اور یہودیوں کے کتابوں کے پہنچے
ہیں اور جن جن خیانتوں اور تحریفوں کا انہوں
نے آپ ہی اقرار کر لیا ہے ان وجوہ سے یہہ احتمال
زیادہ تر قوی ہو جاتا ہے اور یہ بھی آپ کو سوچنا
چاہئے کہ اگر ہر ایک تحریر بغیر ثبوت باضابطہ کے
قابل اعتبار ہو سکتی ہے تو پھر آپ لوگ ان قصوں
کو کیوں معتبر نہیں سمجھتے کہ جو ہندوؤں کے پستکوں

میں رام چندر کرشن اور برہما وشنو سے معجزات
سے نسبت اور ان کے بڑے بڑے کاموں سے بارے
میں ابتک لکھے ہوے پائے جاتے ہیں جیسا مہادیو
کے لٹوں سے گنگا کا نکلنا اور مہادیو نے پہاڑ کو
اٹھا لینا اور ایسا ہی اوجن کے بھائی راجہ بھیم
کے مقابل پر مہادیو کا کشتی کے لئے آنا جس سے پورانوں
میں یہ کہنا لکھی ہے کہ مہادیو جی بھنسے کا روپ دھار کر
راجہ بھیم کے سامنے آکھڑی ہوی بھیم نے چاہا کہ
ان سے لڑے مہادیو جی اس سے بھاگ نکلے بھیم نے
انکا پیچھا کیا تب وہ زمین میں گھس گئے بھیم نے یہہ
دیکھکر بڑے زور سے ان کے پچھونچے پکڑ لئے اور
کہا کہ میں نہ جانے دوں گا سو پچھونچہ اوپر پچھلا دھڑ
تو بھیم کے ہاتھ رہگیا اور مہادیو نیپال کے پہاڑ میں
جا نکلا اسیوجہ سے مہادیو کی پوجا نیپال میں ہوتی ہے
اور پوچھہ اور پچھلے دھڑ کی کدارناتھ میں۔ اب
دیکھئے کہ جو کچھ آپ نے عقیدہ بنا رکھا ہے کہ گویا خدا
تعالی کی روح حضرت عزیم کے رحم میں گھس گئی
اور گھسنے کے بعد اوس نے ایک روپ دھار لیا۔
جس سے وہ کامل خدا بھی بنے رہے اور کامل انسان
بھی ہو گئے کیا یہ قصہ بھیم اور مہادیو کے قصہ سے
کچھ کم ہے پھر آپ یہ بھی دعوی کرتے ہیں کہ ہم کو
مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے نجات حاصل ہو گئی
مگر میں آپ لوگوں میں نجات کی کوئی علامت
نہیں دیکھتا اگر میں غلطی پر ہوں تو آپ مجھ کو بتادیں
کہ وہ کونسے انوار اور برکات اور مقبولیت الہی کے
نشان آپ لوگوں میں پائے جاتے ہیں جس سے دوسرے
لوگ محروم رہے ہوے ہیں میں اسبات کو مانتا ہوں
کہ ایمانداروں اور بے ایمانوں اور ناجیوں اور
غیر ناجیوں میں ضرور ما بہ الامتیاز ہونا چاہیے مگر باوجود
صاحب آپ ناراض نہ ہوں وہ علامات جو ایمانداروں
میں ہوتے ہیں اور ہونے چاہیے جن کو حضرت مسیح
نے بھی دو تین جگہ انجیل میں لکھا ہے وہ آپ لوگوں
میں مجھکو نظر نہیں آتے بلکہ وہ نشان سچے مسلمانوں
میں پائے جاتے ہیں اور انہیں میں ہمیشہ پائے گئے
ہیں اور انہیں نشانوں سے ظاہر کرنے کے لئے اس
عاجز نے آپ صاحبوں کے خدمت میں رجسٹری کراکر
خط لکھے اور بیس ہزار اشتہار تقسیم کئے اور کوئی
دقیقہ ابلاغ اور اتمام حجت کا باقی نہ رکھا تاخدا
کرے کہ آپ لوگوں کو حق دیکھنے کے لئے شوق
پیدا ہو اور جو مقبول و مردود میں فرق ہونا
چاہیے وہ بچشم خود دیکھ لیں اور اچھی درختوں
کے اچھے پھل اور اچھے پھول بذات خود ملاحظہ
کرلیں مگر افسوس کہ میری اس قدر سعی اور کوشش
سے ابتک آپ لوگوں میں سے کوئی صاحب میدان
میں نہیں آئے اب آپ نے یہ خط لکھا ہے مگر دیکھئے
کہ اسکا کیا انجام ہوتا ہے آپ نے اپنی خط میں
تین شرطیں لکھی ہیں پہلے آپ یہ لکھتے ہیں کہ
چھہ سو روپیہ یعنے تین ماہ کی تنخواہ پیشگی ہماری
پاس گوجرانوالہ میں بھیجی جاوے اور نیز مکان
وغیرہ کا انتظام اس عاجز کے ذمہ رہے اور اگر کسی

نوع کی وقت پیش آوے تو آپ فوراً گوجرانوالہ میں
واپس آجاوینگے اور جو روپیہ آپکو مل چکا
ہو اس کو واپس لینے کا استحقاق اس عاجز کو
نہیں ہوگا یہ پہلی شرط ہے جو آپ تحریر فرمائے
لیکن گذارش خدمت کیا جاتا ہے کہ روپیہ کسی
حالت میں قبل از انفصال اس امر کے جسکے لئے بحالت
مغلوب ہونے کے روپیہ دینے کا اقرار ہے آپکو
نہیں مل سکتا ہاں البتہ یہ روپیہ آپ کے تسلی اور
اطمینان قلبی کے لئے کسی بنک سرکاری میں
جمع ہو سکتا ہے یا کسی مہاجن کے پاس رکھا جا سکتا
ہے غرض جسطرح چاہیں روپیہ کی بابت ہم آپ کی
تسلی کر سکتے ہیں لیکن آپ کے ہاتھ میں نہیں دے
سکتے اور یہ بات سچ اور قریب انصاف بھی ہے کہ
کہ جب تک تصفیہ میں جو امر متنازعہ فیہ ہے وہ
امر تصفیہ نہ پا جائے تب تک روپیہ کسی ثالث کے
ہاتھ میں رہنا چاہیے امید ہے کہ آپ جو طالب حق
ہیں اسبات کو سمجھ جائینگے اور اس کے برخلاف
اصرار نہیں کرینگے اور جو اسی شرط کے دوسرے
حصہ میں آپ نے یہ لکھا ہے کہ اگر مکان وغیرہ
کے بارہ میں کسی نوع کی ہم کو وقت پہونچی تو
ہم فوراً واپس گوجرانوالہ میں جائینگے اور جو روپیہ
جمع کرایا گیا ہے وہ ہمارا ہوگا یہ شرط آپ کے
بھی ایسی دو بیع التاویل ہے کہ ایک بہانہ جو آدمی
کو سب کچھ اسمیں گنجایش مل سکتی ہے کیونکہ مکان
بلکہ ہر چیز میں نکتہ چینی کرنا بہت آسان ہے آپ کہہ

سکتے ہیں کہ اس جگہ کی آب و ہوا ہم کو مخالف ہے ہم
بیمار ہو گئے۔ مکان میں بہت گرمی ہے فلاں چیز
ہم کو وقت پر نہیں ملتی فلاں فلاں ضروری چیزوں
سے مکان خالی ہے اب ایسی ایسی نکتہ چینیوں کہاں
تک تدارک کیا جاویگا اور کس حد تک آپ سے
آرام اور فرحت کے لئے مکان ایک بہشت کا نمونہ
بنا کر دکھایا جاویگا سو اسبات کا انتظام اس طرح پر
ہو سکتا ہے کہ آپ ایکدو دن کے لئے خود قادیان
میں آکر مکان کو دیکھ بھال لیں اور اپنی ضرورت
کا باالمواجہ تذکرہ اور تصفیہ کر لیں تا جہاں تک
مجھ سے بن پڑے آپ کے خواہشوں کے پورا کرنے
کے لئے کوشش کروں اور پھر بعد میں نکتہ چینی کی
گنجایش نہ رہے ماسوا اس کے یہ عاجز تو اسبات کا
ہرگز دعوے نہیں کرتا کہ کسی کو اپنے مکان میں
خود کش کرے جو کچھ نفس امارہ اور سکا اسباب عیش
اور تنعم کا مانگتا جاوے وہ سب اس کے لئے مہیا
کرتا جاویگا بلکہ اس خاکسار کا یہ عہد اور اقرار ہے
کہ جو صاحب اس عاجز کے پاس آئیں ان کو اپنے مکان
سے اچھا مکان اور اپنی خوراک کے موافق خوراک
دیجائیگی اور جس طرح ایک عزیز اور پیارے مہمان
کی حتی الوسع دلجوئی اور خدمت اور تواضع کرنی
کرنی چاہیے ان کے لئے بھی کیجائیگی اور اپنی طاقت
اور استطاعت کے موافق ان سے برتاؤ اور
معاملہ ہوگا اور اپنے نفس سے زیادہ تر ان کے
اکل و شرب میں رعایت رکھی جاویگی ہاں اگر کوئی

اس قوم کی تکلیف ہو جس کو ہم لوگ خود
نہ اٹھاتے ہیں بلکہ اوسکا دفع اور فرو کرنا ہماری طاقت
و استطاعت سے باہر ہے اسمیں ہمارے مہمان ہمارے
حالت میں شریک رہینگے۔ اور اس بات کو آپ سمجھیں
یا نہ سمجھیں مگر ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ جسحالت
میں ہمنے دو سو روپیہ ماہواری دینا قبول کیا اور
اوس کے ادا کرنے کی ہر طرح سے تسلی بھی کر دی تو
ہمنے اپنے اس فرض کو ادا کر دیا جو کسی کا پورا پورا حق
دینے کے لئے ہمارے سر پر تھا رہا تجویز مکان دیگر
لوازم مہمانداری سو یہ زوائد ہیں جن کو ہم نے محض
حسن اخلاق کے طور پر اپنے ذمے آپ لے لیا ہے ورنہ
ہر ایک با انصاف آدمی جانتا ہے کہ جس شخص کو پورا
پورا حق اوس کے حیثیت کے موافق بلکہ اوس سے
زیادہ تر دیا جاے تو پھر کوئی اور مطالبہ اوسکا بیجا
ہے اوس کو تو خود مناسب ہے کہ اگر زیادہ تر آرام
پسند اور آسایشی دوست ہے تو اپنے آسایش کے
لئے آپ بندوبست کرے جیسا اوس حالت میں بندوبست
کرتا جب دو سو روپیہ نقد کسی اور جگہ سے بطور
نوکری پاتا غرض جسقدر علاوہ ادائے حق کے ہمسے
کسی کی خدمت ہو جائے اوسمیں تو ہمارا ممنون
ہونا چاہیے کہ ہمنے علاوہ اصل شرط کے بطور مہمانوں
کے اوسکو رکھا نہ یہ کہ اوسمیں نکتہ چینی کیجائے کیونکہ یہ
تو تہذیب اور اخلاق اور انصاف سے بعید ہے
اس مقام میں مجھ کو ایک سخت تعجب تو یہ ہے کہ اگر
ایسی شرایط جو آپ نے پیش کئے ہیں کوئی اور شخص
کسی فرقہ مخالف کا پیش کرتا تو کچھ بعید نہ تھا مگر آپ لوگ
تو حضرت مسیح علیہ السلام کے خادم اور نائب کہلاتے
ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا دم مارتے
ہیں سو یہ کیسی بھول کی بات ہے کہ آپ حضرت
مسیح کے سیرت کو چھوڑے جاتے ہیں آپ کو معلوم
نہیں کہ حضرت مسیح مسکین اور درویش الطبع آدمی
تھے جنہوں نے اپنے زندگی میں اپنا گھر نہ بنایا اور
کسی نوع کا اسباب عیش و عشرت اپنے لئے مہیا نہ
کیا تو پھر آپ فرمائیں کہ آپ کو ان کی پیروی کرنا
لازم ہے یا نہیں جب تک آپ کی زندگی مسیحی زندگی
کا نمونہ نہ ہو تب تک کیونکر آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم
حضرت مسیح کے سچے پیرو ہیں سو آپ غور کریں کہ
یہ کسقدر نازیبا بات ہے کہ جو آپ پہلے ہی اپنے
عیش و عشرت کے لئے مجھسے شرطیں کر رہے ہیں آپکو
واضح ہو کہ یہ عاجز مسیحی زندگی کے نمونہ پر چلتا ہے
کسی باغ میں کوئی امیرانہ کوٹھی نہیں رکھتا اس
عاجز کا گھر اوسی قسم کے عیش و نشاط کا گھر نہیں
جسکے طرف دنیا پرستوں کے طبیعتیں راغب اور
مائل ہیں ہاں اپنے حیثیت اور طاقت کے موافق
مہمانوں کے لئے خالصاً للہ مکانات بنا رکھے ہیں
جہانتک بس چل سکتا ہے ان کی خدمت کے لئے
آمادہ اور حاضر ہوں اور اگر آپ ایسے مکانات
میں گذارہ کرنا چاہیں تو بہتر ہے
کہ اول آکر ان کو دیکھ لیں۔

باقی آیندہ

اشتہار اخبار حامی الاسلام دہلی

اس اخبار کی اہل اسلام کو نہایت ضرورت ہے کیونکہ اب اخباروں کے ذریعہ سے بہت لوگ اپنے خیالات فاسدہ کو لوگوں کے طبیعت میں ڈالنے اور اپنے دل کے ولولہوں سے ارمان نکالنے لگے اور اکثر اخبارات میں محض ظرافت یا کچہ ادہر ادہر کی یا روم و روس کی گپ شپ ہوتی ہے ایسے مضامین پر کم توجہ کرتے ہیں اس لئے اس پر آشوب زمانہ میں ضرور ہوا کہ ایک ایسا اخبار جاری ہو کہ جسمیں اسلام کے خوبیاں اور مخالفوں کے بیجا شکوک شبہات کا جواب باصواب ہو۔ یہ اخبار علاوہ صحیح اور مفید خبروں کے مسلمانوں کے طرف سے پولیٹکل معاملات پر بہی آزادانہ اور حکیمانہ بحث کریگا گورنمنٹ اور مسلمانوں میں اتحاد قایم کرنے کے لئے ایک عمدہ سلسلہ اہل ہند بالخصوص اہل اسلام کو اپنی پر اثر تقریروں سے بیدار اور زمانہ کی نیرنگیوں سے ہوشیار کریگا مضامین انجمنہائے اسلامیہ بالخصوص دہلی کی انجمن اشاعۃ الاسلام کے مضامین بھی وقتاً فوقتاً شایع کیا کرے گا۔

گرچہ اخباروں کے فوائد ہر شخص جانتا ہے کہ قوم اور ملک کے خیالات بدلنے میں اخباروں سے بڑھکر کوئی ذریعہ نہیں لوگوں کی روزافزوں ترقیاں دیکھکر اپنی غفلت اور سستی اور تنزل بے پایاں پر تاسف کرنے اور بیدار و ہوشیار ہوجانے کے لئے بھی اس سے بہتر کوئی وسیلہ نہیں۔ اسی طرح دینی اور ایمانی باتوں پر مطلع ہونے کے لئے بھی اس قسم کے اخبارات سے بھی بڑھکر کوئی تدبیر نہیں مشتریوں کو اسکی خریداری میں نہ صرف منفعت دنیا میسر ہے بلکہ ہم مزد ہم ثواب ہے۔ اس اخبار کے متعلق جو کچہ تحریر یا رسال قیمت منظور ہو بنام مشتہر روانہ فرمایں المشتہر ابو محمد عبدالحق غفرانہ مقام دہلی کوچہ رانمان

بل ہے روس۔ تیری چالاکیاں!

ایک روسی افسر نے اپنے دوستخط سے ولایت کے اخبار (پالمال گزٹ) میں انگلستان کی حکمت عملی پر خوب ہی طبع آزمائی کی ہے جسمیں لکھا ہے کہ انگلستان دو مقام خیالیوں میں پڑکر ہمارے ساتہ مخالفانہ برتاؤ کیا چاہتا ہے۔ اول یہ کہ ہم ہندوستان پر آنکھ رکھتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جن باتوں کو لوگ بغیر جنگ و جدل اور خونریزی کے کبہی قبول نہیں کرتے ان کو ہم خالی دہمکیوں اور گھرکیوں سے مان لینگے اول الذکر خیال اس لئے خام ہے کہ ہمارے پاس آگے ہی ضرورت سے زیادہ ملک ہے اور خواہش سے بڑھکر رعایا ہے اور ہم سے بھلا کیونکر ہو سکتا ہے کہ بیس کروڑ رعایا جو بالکل غیر مذہب اور اجنبی ہے اسکو ملاکر خرابی بہیڑیں۔

ممکن ہے کہ انگلستان والے اپنے خیال کی خوبی سے ہماری اسبات کو غلط سمجہیں لیکن اسکے لئے جو کچہ کہ کارروائی وہ کر رہے ہیں سو محض خفیف اور خراب اور خجل کرنے والی ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے روکنے کے واسطے افغانستان کی پرلی سرحد ہی مناسب مقام ہے۔ سمجہتے ہیں کہ امیر کو اپنے ہاتہ میں لیکر اسمقام کو محفوظ کرنا چاہئے اور دل ہی دل میں گمان کرتے

ہیں کہ ہم دیکھنے جائینگے میں دیکھنا چاہتا ہوں
کہ انگلستان میں وہ کونسا فوجی افسر ہے جو ہرات میں
روسی مقابلہ کو خود اپنے لئے خوفناک نہیں سمجھتا جو
نہیں خیال کرتا کہ اس سے سالہ سخت خطرے خوفناک
خرابیاں پیوستہ ہیں اور ہرات میں روس کے
سالہ اس زور اور اطمینان سے مقابلہ نہیں ہوسکتا
کہ جس سے دریائے اٹک پر ہونا ممکن ہے اگرچہ یہ
مقام اور قسم کے خطروں سے مملو ہوگا۔ ہرات میں
انگریزی فوج کا قیام بمنزلہ اس کے ہوگا کہ وہ تمام افغانستان
کی حرکات کا ذمہ دار رہے اور یہ کام ایسا تیز ہے
کہ اسکے دال کا بھاؤ بخوبی معلوم ہوجاویگا۔ جب یہ
ظاہر ہے کہ ہرات میں تم کامل مضبوطی سے مقابلہ نہیں
کرسکتے تو یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر وہاں تمکو ایک بھی شکست
نصیب ہوئی تو تمام وسط ایشیہ میں تمھاری عزت
خاک میں ملجاویگی جو تمھارے لئے ناقابل برداشت
اور بربادی بخش صدمہ ہوگا پس بہتر ہے یا تو افغانستان
کو مطیع کرو یا اس کے علاقہ میں دست اندازی ترک
کرو۔ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ اپنے زور پر قایم رہو۔ تم
اس خیال کو اپنے دل سے نکالدو کہ شہ کار روس
وہ روس ہے جو برلن کانگرس میں حاضر تھا اور
یاد رکھو کہ یہ بات تمھاری طاقت سے باہر ہے کہ جب
تم اسکو وہ صدمہ پہونچا سکو۔ ہم جسوقت چاہیں
ہرات پر اپنا قبضہ بزنا سکتے ہیں جبکہ تمھاری ہی عقل
کی خوبی سے اب انگریزی شہر خیال کیا جاتا ہے۔
اور تمھاری عزت کو سخت صدمہ پہونچا سکتے ہیں لیکن
اسکا جواب تمھارے پاس کیا ہے؟ بڑی بڑائی تم یہ
کرسکتے ہو کہ اپنے بالٹک کے بیڑہ جہازات سے ایک
فنش (فنلینڈ کے) جنگی جہاز کو نقصان پہونچاؤ۔
لیکن اس سے ہماری تجارت کا کچھ بگڑ نہیں سکتا۔
جس کے لئے جرمنی کے بیچ سے دوسرا راستہ کھلا ہے
تم لوگ خیال کرسکتے ہو کہ ہمارا خیالی قوم انگلستان کی
نسبت خفیف نہیں ہے اور ہم اوسکی طاقت کو نری
بنیوں بقالوں اور بنیا جرئیوں کی جماعت نہیں خیال
کرتے۔ بلکہ منظور کرتے ہیں کہ وہ دولتمند اور بہادر
قوم ہے لیکن سالہ ہی اس کے یہ بھی ہمارا خیال ہے
کہ جنگی طاقت میں وہ ہمارا کچھ بھی نہیں کھوس سکتی
بیشک انکی فوج بہادر ہے اور آپنے بڑے بڑے معرکے
مارے اور نام پیدا کئے ہیں لیکن اس سے یہ نہیں
نکلتا کہ آپ یورپ میں لڑائی کرنیکی مجال رکھتے
ہیں اور نہ حصول فتح کے لئے نری بہادری ہی
ضروری ہوتی ہے ہاں اس کے لئے ایک بات
کی ضرورت ہے اور اگر انگلستان سچ مچ چاہتا ہے
جیساکہ وہ دکھاتا ہے کہ وہ ہمارے سالہ میدان
جنگ میں زور آزمائی کرے تو اوس کو چاہیے
کہ اپنی نئی وزارت کے پہلے ہی اجلاس میں ایک
ایسا قانون پاس کرے کہ ہر ایک آدمی جو وہاں
دم لیتا ہے مجبوراً جنگی فن میں آراستہ ہو بیشک انگلستان
نہایت آباد اور بارونق علاقہ ہے اور اس قانون
کے عملدرآمد سے جب وہ دیکھے کہ کم سے کم دس
لاکھ فوج جرار اس کے پاس جمع ہوگئی ہے تب وہ

جنگ کی باتوں پر غور کرے اور خیالوں کو عمل میں لائے اور جبتک کہ ایسا نہو چپ چاپ سر چھپائے باآرام پڑا رہے۔ عام۔

ہندوستان کے بدولت کتنے انگریز پرورش پاتے ہیں اور ہندوستان کی کتنی دولت انگلستان کے نذر ہوتی ہے

سکرٹری آف اسٹیٹ نے اپنی اسپیچ میں بیان کیا کہ تخمیناً جو جہاز ولایت اور ہندوستان کے مابین مال تجارت لاتے اور لیجاتے ہیں وہ ۱۲ دھائی ہزار ہیں اور قریب پچاس ساٹھ ہزار کے ان میں نوکر ہیں جہازات تجارتی میں ۸۰ فیصدی کے مالک انگریز ہیں اور ۲۰ کروڑ پونڈ (ایک پونڈ ۱۲ روپیہ دیل کا ہوتا ہے) سالانہ کا مال ولایت سے ہندوستان کو آتا ہے اس کے علاوہ تین لاکھ آدمی اس کے یہاں سے کارخانوں میں پرورش پاتے ہیں جس کے ساتھ ایک لاکھ انگریز وہ ہیں جو صیغہ ہائے متفرق میں ہندوستان کے اندر نوکر ہیں اور بڑا حصہ اپنی تنخواہ کا ولایت بھیجتے ہیں نیز ۲۵ یا ۳۰ لاکھ پونڈ سالانہ ہندوستان انگلستان کے ہوم چارجز کو دیتا ہے ایک کروڑ کئے لاکھ پونڈ انگریزوں کا ہند کی ریلوے تجارت میں لگا ہوا ہے جسکا منفع ان کو ملتا ہے اور کہا ہے کہ بغیر ہندوستان کے انگریزی قوم دولتمند نہیں کہلا سکتی۔

قندہار میں انگریزی چھاؤنی

وہ جو خبر تھی کہ قندہار میں گورنمنٹ چھاؤنی ڈالیگی

درست نہیں نکلی کیونکہ افغانستان جسکی حکومت میں قندہار واقعہ ہے ایک خود مختار سلطنت سمجھی جاتی ہے اور گورنمنٹ اس کے ملک میں دست اندازی نہیں کر سکتی اگر ایسا کرے تو روس اسکو اپنے لئے خاص دھکی تصور کرے اور فوراً ہرات میں آجائے اور معاملہ بگڑ جائے۔

افغان کمیشن

افغان کمیشن کی انگریزی جماعت سے خطوط خوف سے بھرے ہوئے پہونچے ہیں جو اسبات کے مظہر ہیں کہ روسی سازشوں کی بو لوگوں کے خیالات کو پراگندہ کر رہی ہے لوگ ان سے سوال کرتے ہیں کہ تم یہاں کب تک رہوگے اور کیا کروگے جسکا جواب وہ بجز شرمندگی کے کچھ نہیں دیسکتی اور اسپر وہاں کے باشندے طرح طرح کے حاشیہ چڑھاتے اور خیالی گھوڑے دوڑاتے ہیں

ملکۂ معظمہ کی تنخواہ

اکثر لوگ ملکۂ معظمہ کا مشاہرہ دریافت کیا کرتے ہیں اس لئے اسکی تفصیل درج کیجاتی ہے۔

جیب خاص ۶ لاکھ مشاہرۂ ملازمان خانگی ۱۳ لاکھ
دس ہزار مصارف خانگی ۱۷ لاکھ ۲۵ ہزار انعام واکرام شاہی ۱ لاکھ ۳۰ ہزار پنشن ۱۲ ہزار متفرقات ۸۰ ہزار چار سو۔ میزان کل ۸ ۳۰ لاکھ ۵۴ ہزار ۴ سو۔ رفیق۔

مہدی کا خط

مہدی کا ایک دلیرانہ اور پرجوش خط انگریزوں کے نام اس مضمون کا پہونچا ہے کہ تم لوگوں کو اگر اپنی جانیں بچانی منظور ہیں تو مذہب اسلام کو قبول

دلچسپ

ہندوستان کے معزز خاندان کی حالت کا آئینہ انگریزی بلیغ انشاپردازی کا نمونہ حرفوں کے ذریعہ سے تصویر دکھا دینے کا آلہ اردو کو ایک باوقعت زبان بنانے کی کل رنون پر عمدہ اثر ڈالنے کی طاقت یا اس سے نہایت ہی عمدہ طبعی ناول کا پہلا حصہ فرخ اور مہدی منشی جناب منشی محمد عبدالحکیم صاحب شرر قومی زبان کے جاں نثار پیام یار کی کوشش سے خوشرنگ اور بیش قیمت کاغذ پر بہت پاکیزہ خط میں بڑے اہتمام کے ساتھ ملک پر مہذب اثر ڈالنے کے لئے طبع کیا گیا ہے۔ عالی دماغوں سے توجہ کی امید ہے مصنف کے عمدہ خیالات اور طرز تحریر سے ملک خوب واقف ہے تقریح کی ضرورت نہیں قیمت مع محصول ڈاک ۶ ہے درخواست مع قیمت لکھنؤ چوک میں محمد نثار حسین منتظم پیام یار سے تمام پیام یار کے پتہ سے ملنا چاہیے۔ پیام یار کا ماہوار رسالہ شعر و سخن کا ماہوار رسالہ جس کی زبان عام ملک نے عام گلدستہ سے زیادہ ترجیح دی ہے سال تمام کا قیمت محصول ڈاک مشغلی عام سے اردو روپیہ سالانہ ہے نمونہ کے لئے ۲ پیسہ کا ٹکٹ بھیجنا چاہیے۔ پیام یار کا پتہ لکھنؤ

میسور اسٹیٹ ریلوے

گورنمنٹ آف انڈیا سے حسب الحکم میسور اسٹیٹ ریلوے جو بنگلور و میسور و نگور کے درمیان جاری ہے صدرن مہرانہ ریلوے کمپنی کو فروخت ہونیوالی ہے اور یہ ریلوے پچاس لاکھ روپیہ کو فروخت ہوگی اور یہ مبلغ گورنمنٹ میسور نے گورنمنٹ آف انڈیا کو اپنے قرض میں چوانتی لاکھ کاہے دیدیتی ہے۔ جریدہ

گلزار اخبار

گورنمنٹ ہند نے سلطان روم سے درخواست کی ہے ہندوستانی حاجیوں کے لئے مدت کوارنٹائن کم کر دیجائے۔

بوجہ نہ ملنے آب شیریں کے کہتے ہیں کہ حاجیوں کو خیبرہ کا مرانیں بڑی تکلیف ہوگی روس بھی کوشاں ہے کہ موقع پر مصر پر قبضہ کرے۔

بمبئی کے محسن بدرالدین طیب جی مسلمانوں میں پہلے پہل سول سروس میں گئے

ایک تشکی تار کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ مہدی نے انتقال کیا

بارہویں مدراسی پیدل مقیم بنگلور کے ایک سپاہی نے دو نیٹو افسروں کو گولی سے مار دیا

جناب اشرف علیصاحب بی اے کلکتہ یونیورسٹی سے پرنسپل مقرر ہوئے

لاہور میں جس انگریز نے ایک چپراسی کو بندوق سے مارا تھا چیف کورٹ نے اوسکو صاف بری کر دیا۔

برہما میں ایک شاہی سفید ہاتی کی دفن کرنے میں ۳۵ ہزار روپیہ خرچہ ہوا۔

احمد آباد کے باشندوں نے پادریوں کی مذہبی تعلیم سے تنگ آکر ایک خاص مدرسہ قایم کر لیا

بنارس میں جو زمین کا پھٹنا بیان کیا گیا ہے وہ غلط ثابت ہوا۔

لاہور میں ذخیرہ آٹے کا جمع کیا گیا تھا روپیہ ۲ من سے نیلام ہو رہا ہے۔

قریب کل اضلاع کلکتہ میں ۱۴ جولائی کو ایک شدید زلزلہ محسوس ہوا جان و مال کا نقصان بھی ہوا۔

ہسپانیہ میں ہیضہ بشدت ہوگیا ہے ۱۹ جولائی کو منجملہ ایکہزار ۹ سو بیماروں سے ۸۰۰ موئے۔

روس کہتے ہیں کہ آجکل ذوالفقار اور مرو چاک پر ہی قبضہ کر لیگا۔

انگلستان کا جنگی تیاریوں میں ۸ کروڑ صرف ہو چکا۔ پتہ ندارد۔

رسید زر

بمشکوری تمام ان حامیوں عنایت فرماؤں کے نام درج ذیل کئے جاتے ہیں جنھوں نے ازراہ حمیت اسلامی زر قیمت سے مطبع کی امداد فرمائی۔

جناب محمد عبداللہ خاں صاحب از جاورہ	صہ روپیہ
جناب منشی عشرت حسین صاحب از قائمگنج	عصلہ "
جناب منشی صادق حسین صاحب از دومیل	عہ "
جناب منشی عبدالرحیم صاحب از بہاکر وندی	ے "
جناب منشی حسین علی صاحب از کشمیر	عہ "
جناب محمد حسین صاحب محمود از جالندہر	صہ "
جناب "ڈاکٹر" صدرالحق صاحب از پٹنہ	صہ "
جناب "ڈاکٹر" شمشیر خانصاحب	صہ "
جناب منشی محمد ابراہیم صاحب از پونہ	عصلہ "
جناب مولوی بہادر علی خاں صاحب از امرتسر	عصہ "
جناب مولوی محمد رمضان صاحب از ملتان	صہ "
جناب منشی محمود حسین صاحب از کالاہانڈی	صہ "
جناب سید عبدالعلی صاحب از دندگل	عصلہ "
جناب مولوی مرزا مغل بیگ صاحب "ڈاکٹر" از بہندارہ	عصہ "

مطبع بحرالاسلام بنگلور میں محمد شریف کے اہتمام سے چھپا۔